

پیش لفظ

زیر نظر مقالہ احمدیت کے بنیادی استدلالات کے تنقیدی جائزے پر مشتمل ہے۔ احمدیت کے بنیادی مسئلہ دو ہیں: تسلسل نبوت کا اثبات اور مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے دعویٰ نبوت کا اثبات۔

اس تنقیدی جائزے کی بنیاد اول تا آخر قرآن مجید پر رکھی گئی ہے، یہ اس لیے کہ دینی اختلافات میں فیصلہ کن اتھارٹی کا مقام فقط قرآن مجید ہی کو حاصل ہے:

كَانَ النَّاسُ أُمَّةً وَاحِدَةً^١ ”لوگ ایک ہی امت تھے۔ پھر

فَبَعَثَ اللَّهُ النَّبِيِّنَ مُبَشِّرِينَ وَمُنْذِرِينَ^٢ (اُن میں اختلاف پیدا ہوا تو) اللہ

نے نبی بھیجے، بشارت دیتے اور

الْكِتَابَ بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ

بَيْنَ النَّاسِ فِيمَا اخْتَلَفُوا

فِيهِ^٣ وَمَا اخْتَلَفَ فِيهِ إِلَّا

الَّذِينَ أُوتُوهُ مِنْ بَعْدِ مَا

(اُن میں اختلاف پیدا ہوا تو) اللہ

نے نبی بھیجے، بشارت دیتے اور

انذار کرتے ہوئے اور اُن کے ساتھ

قول فیصل کی صورت میں اپنی کتاب

نازل کی تاکہ لوگوں کے درمیان وہ

اُن کے اختلافات کا فیصلہ کر دے۔

جَاءَتْهُمْ الْبَيِّنَاتُ بَعِيًّا يَبِينُهُمْ
فَهَدَى اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا لِمَا
اخْتَلَفُوا فِيهِ مِنَ الْحَقِّ بِإِذْنِهِ
وَاللَّهُ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ إِلَى
صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ.

(البقرہ ۲: ۲۱۳)

یہ جن کو دی گئی، اس میں اختلاف
بھی اُنھی لوگوں نے کیا، نہایت
واضح دلائل کے اُن کے سامنے
آجانے کے بعد، محض آپس کے
ضدم ضد کی وجہ سے۔ پھر یہ جو

(قرآن کے) ماننے والے ہیں، اللہ

نے اپنی توفیق سے اُس حق کے
بارے میں ان کی رہنمائی کی جس
میں یہ اختلاف کر رہے تھے۔ اور
اللہ جس کو چاہتا ہے، (اپنے قانون
کے مطابق) سیدھی راہ کی ہدایت
عطا فرماتا ہے۔“

حق و باطل کے درمیان قرآن مجید کو میزان اور فرقان بنا کر نازل کیا گیا ہے:

اللَّهُ الَّذِي أَنْزَلَ الْكِتَابَ
بِالْحَقِّ وَالْمِيزَانَ وَمَا يُدْرِيكَ
لَعَلَّ السَّاعَةَ قَرِيبٌ.

(الشوریٰ ۴۲: ۱۷)

”اللہ ہی ہے جس نے اپنی یہ کتاب
قول فیصل کے ساتھ اتاری ہے اور
(اس طرح حق و باطل کو الگ الگ
کرنے کے لیے) اپنی میزان نازل
کر دی ہے۔ (انھیں توفیق ہو تو اس

سے فائدہ اٹھالیں، ورنہ) تم کو کیا پتا
کہ شاید قیامت قریب ہی آگئی
ہو!“

تَبَرُّكَ الَّذِي نَزَلَ الْفُرْقَانُ عَلَى
عَبْدِهِ لِيَكُونَ لِلْعَالَمِينَ نَذِيرًا.
(الفرقان ۲۵:۱)
”بہت بزرگ، بہت فیض رساں
ہے وہ ذات جس نے اپنے بندے
پر یہ فرقان اتارا ہے، اس لیے کہ
وہ اہل عالم کے لیے خبردار کرنے
والا ہو۔“

قرآن مجید کی اس حیثیت کا تقاضا تھا کہ اسے غیر مبہم، قطعیت الدلالت،
لسان مبین میں نازل کیا جائے۔ یہ بالکل غیر معقول ہوتا کہ جس کتاب نے دین کے
بارے میں پیدا ہونے والے اختلافات میں درست راہ دکھانی ہے، خود اس کے
بیان میں کوئی ایسی کجی، کمی یا ابہام رہ جائے، جس سے کسی غلط عقیدے اور نظریے
کو کوئی حقیقی جڑ مل سکے یا کوئی ایسا جواز ہاتھ آجائے جس کا قطعی رد علم و عقل کی بنیاد
پر ممکن نہ ہو:

هُوَ الَّذِي يُنَزِّلُ عَلَى عَبْدِهِ
آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ لِّيُخْرِجَكُم مِّنَ
الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ ۚ وَإِنَّ
اللَّهَ بِكُمْ لَرَءُوفٌ رَّحِيمٌ.
”وہی ہے جو اپنے بندے پر یہ
روشن آیتیں نازل کر رہا ہے تاکہ
تمہیں تاریکیوں سے نکال کر روشنی
میں لے آئے، اور حقیقت یہ ہے

(الحديد ۵: ۹) کہ اللہ تم پر نہایت شفیق اور بے حد

مہربان ہے۔“

”شکر اللہ ہی کے لیے ہے جس

نے اپنے بندے پر یہ کتاب اتاری

اور اس میں کوئی کج پیچ نہیں رکھا

لہٰ عَوَجًا. قَيِّمًا. (الکہف ۱۸: ۱-۲) ہے۔ ہر لحاظ سے ٹھیک اور سیدھی۔“

قرآن مجید میں زبان و دلائل کے وضوح کے اہتمام کے باوجود انسان کے قصور فہم، قلت تدبر، علم و استدلال کی کوتاہیوں اور تعصبات کے سبب فکری کجی کا پیدا ہونا بھی ناگزیر ہے۔ اس کا حل پھر قرآن مجید ہی سے علم و عقل اور زبان و بیان کے مسلمات کی روشنی میں درست استدلال کی بنیاد پر اس کے درست مفاہیم کی طرف توجہ دلانا ہے۔ قرآن مجید کے درست مفاہیم تک رسائی کے لیے ضروری ہے کہ اس کی زبان و بیان اور اسالیب کلام سے اچھی آگاہی ہو اور آئینہ نظر کو دیانت داری سے ذاتی اور نظریاتی تعصبات اور رجحانات سے مصفا کر لیا جائے تاکہ بات واضح ہو جانے کے بعد اسے قبول کرنے میں دشواری نہ ہو۔ انسان کی اصل آزمائش یہی ہے۔ روز قیامت اس سے یہی سوال ہو گا کہ اس نے تلاش حق کے لیے کتنی دیانت داری سے جستجو کی اور حق بات سامنے آنے پر کیسا رویہ اختیار کیا؟ یہ انسان کے اپنے اخروی اور ابدی مفاد کا مسئلہ ہے کہ وہ اس سوال کی جواب دہی کے لیے تیاری کرے اور خود کو کسی وابستگی پر قربان نہ ہونے دے۔

ہمارے ہاں مباحثے کی ایک بنیادی خرابی یہ ہے کہ مسئلے کے بنیادی استدلال کو طے کیے بغیر ہی تفصیلات، جزئیات اور اس سے آگے بڑھ کر ذاتیات پر بحث شروع کر دی جاتی ہے، جس سے مباحثہ نتیجہ خیز ہونے کے بجائے خلط ممحٹ کا شکار ہو کر بھول بھلیوں میں بھٹک جاتا ہے اور منصف مزاج قاری کے لیے فیصلہ کن نہیں ہو پاتا۔

اس کتاب میں احمدیت کے فقط بنیادی استدلالات کو زیر بحث لایا گیا، تفصیلات اور ذاتیات اس کتاب کے مقرر کردہ احاطہ علمی سے خارج ہیں۔
رد قادیانیت کے وسیع و وسیع لٹریچر کے ہوتے ہوئے، اس کتاب کی تصنیف کا جواز چند محرکات بنے:

- ضرورت محسوس ہوئی کہ بالکل اصولی انداز میں احمدیت کے بنیادی استدلالات کا جائزہ زبان و بیان کے مسلمات، جن سے کسی کو اختلاف نہیں ہو سکتا، کی اساس پر قرآن مجید کی آیات پینات کی روشنی میں لیا جائے تاکہ نتائج پوری طرح منفتح اور متعین ہو کر فیصلہ کن جگہ پر آجائیں۔

- یہ احساس ہوا کہ نبوت اور ختم نبوت سے متعلق احمدیت اور غیر احمدی بیانیے کے درمیان کچھ ایسی مشترک بنیادیں ہیں جن کو تسلیم کر لینے کے بعد بعض پہلوؤں سے مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے دعویٰ نبوت کی کلی یا قطعی نفی نہیں ہو پاتی یا مخالف پر حجت تمام ہونے سے رہ جاتی ہے۔

ہم سمجھتے ہیں کہ ان مقامات کو بھی قرآن مجید کی آیات بینات کی روشنی میں قطعیت سے طے کیا جانا ضروری ہے۔

ہمارے استدلالات کی بنیادیں اور خصوصیات درج ذیل ہیں:

- استدلال کے لیے زبان و بیان کے مسلمہ علمی و عقلی اصولوں، جن سے کسی کو اختلاف نہیں ہو سکتا، کو مد نظر رکھا گیا ہے۔

- تسلسل نبوت کے تصور اور اس کی بنا پر مرزا صاحب کے نبی ہونے کا معاملہ اگر کوئی حقیقت رکھتا ہے تو یہ اس قدر اہم بات ہے کہ سب سے پہلے قرآن مجید سے اس کا اثبات واضح الفاظ میں موجود ہونا چاہیے۔ قرآن مجید سے اگر فقط نبوت کا تسلسل ہی ثابت ہو تو بھی آئندہ انبیاء کے لیے گنجائش نکل سکتی ہے۔ اس لیے ہمارے لیے یہ نہایت اہم ہے کہ ان عقائد و نظریات کو قرآن مجید کی روشنی ہی میں طے کیا جائے۔

- عقائد کے معاملے میں قرآن مجید ہر لحاظ سے حرف آخر ہے۔ عقائد مابعد الطبیعیاتی حقائق کا بیان ہیں۔ یہ معلومات ظاہر کرنے کا علم اور اختیار اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کو نہیں ہے۔ چنانچہ اس بحث میں حدیث و روایات کو بنیادی طور پر محل استدلال نہیں بنایا جاسکتا کہ اس قدر اہم معاملے کا انحصار روایت بالمعنی، جو قوی و ضعیف راویوں کے شعوری اور لاشعوری تصرفات سے مبرا نہیں، پر نہیں کیا جاسکتا۔ اصولی طور پر کسی قطعی نوعیت کے معاملے کا اثبات اور نفی کسی ظنی نوعیت کے ماخذ سے کرنا درست

نہیں۔ اس بنا پر روایات و اخبارات سے احمدیت کے استدلالات ہمارے لیے درخور اعتنا نہیں۔ تاہم، روایات کی اپنی اہمیت کی بنا پر ہم نے ضمناً ان کو شامل بحث کیا ہے اور تائیداً انھیں پیش کیا ہے۔

- اشاری اور باطنی تفسیری نکات اور متصوفانہ اقوال بھی ہمارے مقرر کردہ علمی دائرہ سے باہر ہیں۔ یہ موضوعی نوعیت کی چیزیں ہیں جن کو علم و استدلال کے میدان میں پیش نہیں کیا جاسکتا۔

- دور از کار نکتہ آفرینیاں، جو مرزا صاحب اور ان کے متبعین کے استدلالات میں بہ کثرت پائی جاتی ہیں، شامل بحث نہیں کی گئیں۔ اس ذہانت آمیزی کی داد تو دی جاسکتی ہے، مگر علم و استدلال کی دنیا میں اس سے ثابت کچھ نہیں ہوتا اور نہ کوئی حجت قائم ہوتی ہے۔

- منطقیانہ نوعیت کے دلائل بھی زیر بحث نہیں لائے گئے۔ یہ جیسے اثبات کے لیے دیے جاسکتے ہیں، نفی کے لیے بھی دیے جاسکتے ہیں، منطقیانہ دلائل میں مخاطب کے مانے ہوئے کسی مقدمے سے یہ جانچے بغیر استدلال کیا جاتا ہے کہ خود مقدمہ درست ہے بھی یا نہیں۔ یہ طریقہ مناظرانہ اسلوب میں کوئی وقتی فتح دلا دے تو الگ بات ہے، اس سے کوئی حتمی اور فیصلہ کن نتیجہ برآمد نہیں ہوتا۔

- علم کی دنیا میں کسی بیانیے کی پیش کش کے لحاظ سے پہلے دعویٰ، پھر اس کی دلیل اور اس کے بعد اس کا استدلال پیش کیا جاتا ہے، لیکن کسی بیانیے کے

تجزیے اور تحلیل کے لیے اس ترتیب کے بالعکس، پہلے استدلال کو جانچا جاتا ہے، اس کے بعد دعویٰ خود بخود ثابت یا رد ہو جاتا ہے۔ اس بنا پر ہماری ساری بحث کا محور احمدیت کا استدلال ہے اور یہ ہم اس کتاب میں قرآن مجید کی آیات بینات کی اساس پر کریں گے کہ درحقیقت فیصلہ کن جگہ یہی ہے۔

احمدیت کے نقطہ نظر کے بیان میں ان کی نمائندہ تفسیر، ”تفسیر صغیر“ سے آیات قرآنی کا ترجمہ لیا گیا ہے، جب کہ ہمارے مدعا کے بیان میں پیش کردہ آیات قرآنی کا ترجمہ جناب جاوید احمد غامدی صاحب کے ترجمہ قرآن ”القرآن الکریم“ سے لیا گیا ہے۔

اس کتاب کو چار ابواب میں تقسیم کیا گیا ہے:

- پہلا باب احمدیت کے موضوعی استدلالات پر مشتمل ہے۔ اس باب میں یہ بتایا گیا ہے کہ اس قسم کے استدلالات علمی استدلال بننے کی اہلیت نہیں رکھتے، اس لیے استدلال کی بحث میں ان کو لانا کوئی اہمیت نہیں رکھتا۔
- باب دوم میں تسلسل نبوت، اثبات نبوت اور ختم نبوت پر ہم نے اپنے مواقف دلائل کے ساتھ پیش کیے ہیں۔
- باب سوم میں احمدیت کے استدلالات کا جائزہ علم و عقل اور زبان و بیان کے مسلمات کی اساس پر قرآن مجید کی روشنی میں لیا گیا ہے۔
- باب چہارم عمومی نوعیت کے چند مختصر، مگر اہم تبصروں پر مشتمل ہے۔

کتاب میں مذکور استدلالات کی استواری اور تنقیح میں استاد محترم جناب جاوید احمد غامدی کی رہنمائی نے بنیادی کردار ادا کیا۔ جناب افتخار تبسم اور ڈاکٹر شہزاد سلیم نے اس کاوش کو توقع سے بڑھ کر سراہا اور مصنف کی حوصلہ افزائی کی۔ جناب افتخار تبسم کے توسط سے بعض اہم علمی ماخذوں سے آگاہی حاصل ہوئی، جس سے کتاب کی وقعت میں گراں قدر اضافہ ہوا۔ میں ان سب اساتذہ کا شکر گزار ہوں۔

خدا سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اپنی کتاب کا درست فہم نصیب کرے اور وہی عقائد اختیار کرنے کی توفیق دے جو اس نے اپنی کتاب میں بیان کر دیے ہیں۔